✿✿✿ تقریر ✿✿✿

”مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں“

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (الکہف:110)

کہہ دے کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے روشنائی بن جائیں تو سمندر ضرور ختم ہو جائیں گے پیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں خواہ ہم بطور مدد اس جیسے اور (سمندر) لے آئیں۔

مسیح خدا کو ملی یہ بشارت
مقدر ہے تیرے لئے ایک نعمت
عطا ہوگا فرزندِ دلبند تجھ کو
وہ برہانِ قربت وہ برہانِ رحمت
ذہین و فہیم و حلیم و مقرب
وجیہہ و ذکی صاحبِ شان و شوکت

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان اُن مبارک الفاظ پر مشتمل ہے جن سے پیشگوئی مصلح موعود کا آغاز ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے **’مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں‘**۔ اِسے ہم نشانِ رحمت کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا نام بھی دے سکتے ہیں۔

سامعین! مَیں اپنی تقریر کے آغاز پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا ایک ارشاد اِس مضمون کی مناسبت سے پیش کرنا چاہوں گا۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں۔

”مصلح موعود والی پیشگوئی کو جو اہمیت حاصل ہے وہ احباب جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ اس پیشگوئی کے متعلق اوّلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 20 فروری 1886ء کے دن ہوشیار پور کے مقام پر (جو آجکل بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب میں واقع ہے) وحی نازل ہوئی تھی جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوا تھا کہ **”مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں“** بلکہ حقیقۃً اس پیشگوئی کا آغاز تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ہی ہو گیا تھا۔ جبکہ آپؐ نے آنے والے مسیح کے متعلق یہ الفاظ فرمائے تھے کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ اور پھر اس کے بعد درمیانی زمانہ میں بھی امتِ محمدیہ کے بعض اولیاء اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرماتے رہے ہیں مگر اس پیشگوئی کی پوری تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہی نازل ہوئی۔ جبکہ آپؑ ہوشیار پور کے ایک گوشہ تنہائی میں عبادت اور تضرّعات میں مصروف ہو کر چلّہ کشی فرمار ہے تھے اور جو شخص بھی اس پیشگوئی کے الفاظ کا مطالعہ کرے گا اور ان کی گہرائیوں میں غوطہ لگائے گا۔ وہ اس پیشگوئی کی غیر معمولی شان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پیشگوئی کی اہمیّت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ صرف ایک فردِ واحد کے متعلق انفرادی نوعیت کی پیشگوئی نہیں ہے جس میں اس کی ذاتی شان کا اظہار کیا گیا ہو۔ بلکہ حقیقۃً یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خداداد مشن اور اس کی عالمگیر وسعت اور اس کے تسلسل اور اس کی غیر معمولی کامیابی اور بامرادی سے تعلق رکھتی ہے۔

مگر اس جگہ مجھے اس پیشگوئی کی تفاصیل پر بحث کرنا منظور نہیں بلکہ میں اس پیشگوئی کے صرف اس مخصوص پہلو کے متعلق چند مختصر الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ جو جماعت احمدیہ کی ذمہ داری سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کسی جماعت کے امام کی صفات کے بارہ میں اللہ تعالےٰ کوئی امر ظاہر فرماتا ہے تو اس سے لازماً ضمنی طور پر یہ مراد بھی ہوا کرتی ہے کہ جماعت کے افراد کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے آپ کو ان صفات سے متصف کریں۔ کیونکہ جیسا کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ جماعت کے امام کی حیثیت ایک انجن کی ہے اور اس کے متبعین گویا ان گاڑیوں کا رنگ رکھتے ہیں۔ جو اس انجن کے ساتھ لگائی جاتی ہے۔ پس اگر کسی گاڑی کے ڈبے انجن کے ساتھ کھنچے جانے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں یا ان کے پہیوں میں ایسی صفائی اور روانی کا رنگ نہ پایا جاتا ہو کہ وہ اسی تیز رفتاری کے ساتھ انجن کے ساتھ چل سکیں جس پر کہ خود انجن چلتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی گاڑی کبھی بھی وقت مقررہ پر اپنے منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ اسے قدم قدم پر حادثات کا اندیشہ رہتا ہے۔ پس جہاں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر مصلح موعود کی ذات کے متعلق بعض مخصوص اوصاف بیان کئے ہیں۔ وہاں لازماً ان کے ذریعہ یہ اشارہ کرنا بھی مقصود ہے کہ جماعت کو بھی اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ گاڑیوں اور انجن کے درمیان کامل اتحاد اور موافقت کی صورت قائم رہے اور گاڑی کم سے کم وقت میں اپنے منزلِ مقصود تک پہنچ جائے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 19 فروری 1957ء)

سامعین! آج کی تقریر کے عنوان **"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں"** کے مبارک الفاظ وہ ہیں جن سے اِس پیشگوئی کا آغاز ہوتا ہے۔ آغاز کے الفاظ جن کا تعلق رحمت کے نشان سے ہے یہ ہیں۔

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ ......وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔

پیشگوئی کے اِن الفاظ میں رحمت کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اوّل: اللہ تعالیٰ نے رحمت کے لفظ کو دو دفعہ اپنی طرف منسوب کر کے کہا ہے کہ تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور ساتھ ہی فرمایا۔ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔

دوم: اِس نشان کو نشانِ رحمت قرار دیتے ہوئے فرمایا 'مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا اور پھر فرمایا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔

یوں ہم آج کی تقریر کے عنوان کو پوری پیشگوئی کا عنوان بھی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے لفظ کو اِس میں کثرت سے استعمال فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے متعلق قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرماتا ہے۔ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کہ میری رحمت دنیا کی ہر چیز پر حاوی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ اُصول پیشگوئی مصلح موعود پر بھی لاگو ہو رہا ہے اور پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ اور پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے کردار اور شمائل پر رحمتِ الٰہی کی چادر حاوی ہے اور آپؓ کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت جماعتِ احمدیہ پر دنیا کے کونے کونے پر برس رہی ہے اور اِن شاء اللہ دنیا میں بسنے والا ہر احمدی اللہ کی رحمت سے وافر حصہ پاتا رہے گا۔

حضرات! جیسا کہ مَیں اوپر بتا آیا ہوں کہ یہ پیشگوئی 20 فروری 1886ء میں بمقام ہوشیار پور میں ہوئی۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک بشارت کا اور دوسرا انذار کا۔ بشارت کا حصہ اسلام کی ترقی، اپنی اور اپنی جماعت کے لئے برکات کے بارے میں ہے اور انذار کا حصہ اپنے حاسد، مخالف رشتہ داروں اور دیگر مخالفوں کی ناکامی کے متعلق ہے۔ یہ پیشگوئی چِلّہ کشی کے ایّام میں آپؑ کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں اور وحی والہام کی بناء پر ایک سبز اشتہار کے ذریعہ سے شائع کی گئی تھی اور اسے تمام لوگوں کے لئے کُھلا کُھلا نشان ٹھہرایا گیا تھا۔ اس پیشگوئی میں غیب کی خبروں کی کثرت ہے۔ اس کے الفاظ پُر شوکت و پُر جلال ہیں اور یہ اُس زمانہ میں کی گئی جب کہ ابھی آپؑ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ براہین احمدیہ کو مکمل اور شائع ہوئے اس وقت دو سال ہوئے تھے اور سلسلہ بیعت بھی ابھی شروع نہیں ہوا تھا اور آپؑ کے نکاح پر جو دہلی کے سادات خاندان میں ہوا دو سال گزرے تھے۔

سامعین! اس خطرناک زمانہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور اس نے چاہا کہ دنیا پر اپنی ہستی ظاہر کرے اور اپنے تک پہنچنے کا صحیح راستہ لوگوں کو دکھائے چنانچہ اس نے اس غرض کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود بنا کر قادیان کی بستی میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے صدہا نشانات دکھا کر اس بات کو ثابت کر دیا کہ زندہ خدا موجود ہے اور اس تک پہنچنے کا صحیح راستہ صرف مذہب اسلام ہی ہے۔ آپؑ نے دنیا کے سامنے جو نشانات پیش کئے۔ ان میں سے ایک بہت بڑا اور زندہ نشان جو اب بھی سب دنیا ملاحظہ کر سکتی ہے۔ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فروری 1886ء میں آپؑ کو الہاماً بتایا کہ آپ کے ہاں ایک لمبی عمر پانے والا لڑکا پیدا ہو گا۔ جو بہت بڑی استعدادیں لے کر اس دنیا میں آئے گا بڑا ہو کر آپ کی طرح زندہ نشانات دکھائے گا اور آپ کے لائے ہوئے مشن کو کامیاب کرے گا۔ خدا اس سے ہمکلام ہو گا اور اس کا وجود خدا کی ہستی کا ایک زندہ ثبوت ہو گا۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور 1889ء میں یہ پسر موعود پیدا ہوا اور 1914ء میں پچیس سال کی عمر میں جماعت احمدیہ کی قیادت آپ کے ہاتھ میں آئی اور آپ کے طفیل جماعت احمدیہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی رہی اور آج بھی اُنہی لائنوں پر استوار رہ کر جماعت بلندیوں کے سفر طے کرتی چلی جا رہی ہے۔

سامعین! جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ اِس پیشگوئی کے دو حصے ہیں تبشیری اور انذاری۔ مجھے آج صرف تبشیری حصہ کو بیان کرنا ہے۔ ہاں انذار میں رحمت والے حصہ کو اختصار سے بیان کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ اُن کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہو گا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے **تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔**“

سامعین! جہاں تک اِس پیشگوئی کے تبشیری حصے کا تعلق ہے اُس میں پیشگوئی کے الفاظ سامعین کو سنانے بہت ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

”مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلامُ اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا، وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عمانوایل اور بشیر بھی ہے، اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے، اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا، وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول و الآخر، مظہر الحق و العلاء کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔“

سامعین! پیشگوئی مذکورہ بالا میں نشاناتِ رحمت کے بشارت والے حصے بڑی وضاحت سے حضرت مصلح موعودؓ کے حق میں پورے ہوئے۔ وہ پسرِ موعود جس کے بارے میں بوقت پیشگوئی چاروں طرف سے ہنسی اڑائی گئی اور طرح طرح کی نازیبا باتوں سے اس کا ذکر کیا گیا۔ ہماری طرف سے مسلسل تنبیہ کی جاتی رہی کہ یہ ایک نشانِ رحمت ہے۔ جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس کو آزمالو۔ اس میں برکات کی بشارتیں بھی ہیں اور کھلا کھلا انذار بھی ہے۔ اگر قبول کروگے تو نشانِ رحمت والی بشارتوں سے حصہ پاؤگے۔ ورنہ اگر توبہ نہ کی گئی۔ تو سزا تمہارے لئے مقدر ہے۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے فرما چکے ہیں کہ جب اسلام کا فقط نام باقی رہ جائے گا اور قرآن مجید کے خالی حروف ہوں گے۔ پڑھنے والا اس کے معنی نہ سمجھے گا اور جب مسجدیں ہدایت سے خالی ہو جائیں تو اس وقت کے علماء "شَرٌّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ" آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔

بس سامعین! پہلی اور آخری بات جو اس اشتہار کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں ظاہر فرمایا۔ اور پیشگوئی کے تمام الفاظ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُردرد دُعاؤں کا ثمر ہے۔ وہاں ہماری توجہ اس امر کی طرف بھی مبذول کرتے ہیں کہ ہم اگر مصلح موعود کی پیشگوئی سے فائدہ اٹھانا چاہیں اور اپنی زندگیوں میں اللہ تعالےٰ کی رحمت کے نشان دیکھنا چاہیں۔ تو ہمیں بھی دعاؤں اور تضرعات سے ہمیشہ کام لینا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے اور جن کا ایک دن چھوٹا ہونا ازل سے مقدر تھا کس طرح چھوٹے کئے گئے اور جس کو وہ اپنی نادانی سے "کل کا بچہ" سمجھتے تھے۔ اس کو خدا نے کس طرح بڑا کیا۔ ترقی دی اور دیتا چلا گیا اور یوسفِ ثانی بنایا۔ اس سے بڑا اور کون سا "نشانِ رحمت" ہو سکتا ہے۔ جس کے متعلق خدائی چیلنج ہے کہ

"اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے۔ جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس "نشانِ رحمت" کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو ہرگز نہ پیش کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لیے تیار ہے۔"

(اشتہار 20 فروری 1886ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اِس حوالے سے فرماتے ہیں:

"یہ سارے دشمن خائب و خاسر رہے اور ان کے جیتے جی ان کی حاسد نظروں کے سامنے مسیح موعود علیہ السلام کو رحمت کا نشان عطا ہوا، "اسی کے موافق" جو آپؑ نے اپنے رب سے مانگا تھا۔ پس بڑی حسرت ناک نگاہوں سے دشمن نے اسے جلد از جلد بڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ وہ جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوا۔ جو اس سے ٹکرایا پاش پاش ہو گیا اور وہ جس سے ٹکرایا اسے پاش پاش کر دیا۔ گنگ ہو گئیں وہ زبانیں جو کہتی تھیں کہ ہم قادیان کی بستی کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ ہاں مگر جب اس نے کہا کہ میں دشمن کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں تو دشمن کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ شدید مخالفتوں کے طوفان اس کی اولوالعزمی سے ٹکرا کر پراگندہ ہو گئے اور آہِ رسا کے اثر سے عناد کے آلاؤ ٹھنڈے پڑ گئے۔ اس کے دشمنوں نے خود اس کے وطن میں اسے نیست و نابود کرنے کی کوشش کی مگر اس کے رب نے اس کی زمین کو وسیع تر کر دیا اور وہ اسلام کا علَم ہاتھوں میں تھامے اور قرآن کے تراجم سینے سے لگائے مشرق اور مغرب، کالوں اور گوروں کو برکت دیتا دیس بدیس قریہ بقریہ پھرا اور اسلام کے شرف اور کلام اللہ کے مرتبہ کو کُل عالم پر ظاہر کر دیا۔ یہاں تک کہ زمین کے کناروں تک شہرت پا گیا۔"

(خطابات طاہر، تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت صفحہ 71)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 19 سال کی عمر میں آپؓ نے جو پہلی تقریر کی اس کے متعلق ایک صاحب علم و فضل بزرگ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

”ایک اَور واقعہ جس کا میں اس مضمون میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ حضور رضی اللہ عنہ کی پہلی تقریر ہے۔ یعنی (مولوی صاحبؓ کے زمانے میں تو زندہ تھے۔) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پہلی تقریر ہے جو حضورؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلے سالانہ جلسہ کے موقع پر کی۔ یہ جلسہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے دائیں طرف سٹیج پر رونق افروز تھے۔ سٹیج کا رخ جانب شمال تھا۔ اس تقریر کے متعلق دو باتیں قابل ذکر ہیں۔ مولوی شیر علی صاحب لکھتے ہیں۔ اوّل عجیب بات یہ تھی کہ اُس وقت آپؓ کی آواز اور آپؓ کی ادا اور آپؓ کا لہجہ اور طرزِ تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز اور طرز تقریر سے ایسے شدید طور پر مشابہ تھے کہ اس وقت سننے والوں کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی، جو ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا ہم سے جدا ہوئے تھے، یاد تازہ ہو گئی اور سامعین میں سے بہت ایسے تھے جن کی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس آواز کی وجہ سے جو ان کے پسر موعودؓ کے ہونٹوں سے اس وقت اس طرح پہنچ رہی تھی جس طرح گراموفون سے ایک نظروں سے غائب انسان کی آواز پہنچتی ہے آنسو جاری ہو گئے اور اُن آنسو بہانے والوں میں ایک خاکسار بھی تھا۔ اگر یہ کہنا درست ہے کہ انسان کی روح دوسرے پر اترتی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح آپ پر اتر رہی تھی اور اس بات کا اعلان کر رہی تھی کہ یہ ہے میرا پیارا بیٹا جو مجھے بطور رحمت کے نشان کے دیا گیا تھا اور جس کی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔“

(خطبہ جمعہ 22 فروری 2019ء)

تیری توقیر بڑی ہے تری عظمت کی قسم
میں نے دیکھا ہے تجھے چشم بصیرت کی قسم
تجھ سے باقی ہے بہاروں کا ظہور پُر نور
مسکراتے ہوئے پھولوں کی لطافت کی قسم
تو وہی جلوۂ موعود ہے دنیا کے لئے
مجھ کو احساس درخشاں کی بشارت کی قسم
ہم نے تسلیم کیا تجھ کو بشیر الدولہ
تیرے پھیلے ہوئے گنجینۂ رحمت کی قسم

(کمپوز ڈبائی: فضل عمر شاہد۔ لٹویا)

✿✿✿✿